OPEN ACCESS
Al-ISRA
﴿ International Journal of
Islamic Thought ﴾
ISSN: 2959-3603
www.israjr.com

Al-ISRA
Vol.:4, Issue: 1, Jan -June 2025 PP: 11-26

دفاعِ وطن میں افواجِ پاکستان کی استقامت: بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ کا عکس

The Steadfastness of Pakistan Armed Forces in National Defense: A Reflection of Bunyanun Marsoos

Published:
20-06-2025
Accepted:
10-06-2025
Received:
25-05-2025

Dr. Muhamamad Atiq Ur Rehman
Director,Research & Development Al-Habib LibraryFaizabad,
Mansehra, KPK, Pakistan
Email: alhabiblibrary786@gmail.com

Dr. Jan Gul
Thealogy Teacher, Elementary & Scondary Eduction Department,
Mansehra, KPK, Pakistan
Email: drjangul82@gmail.com

Abstract

*This paper examines the role of the Pakistan Armed Forces as active custodians of the sacred and noble mission of defending the homeland. Central to the study is the Quranic metaphor:"*كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ"“As though they are a solidly constructed structure” *(As-Saff: 4), which encapsulates the qualities of unity, discipline, and unwavering resolve—characteristics visibly embodied by the Pakistan Army. Drawing from the Holy Qur'an, the Prophetic traditions (Ahadith), and classical Tafsir literature, the article explores foundational military principles such as cohesion, obedience to command, formation, sacrifice, and spiritual integrity. These elements are deeply ingrained in the Pakistan Army's operational ethos, particularly reflected in its motto: "Iman, Taqwa, Jihad fi Sabeelillah" (Faith, Piety, and Struggle in the Way of Allah). To substantiate these assertions, the study employs a multi-disciplinary methodology involving linguistic analysis, historical contextualization, and contemporary military theory, presenting the Pakistan Army not merely as a national defense entity but as an ideological and spiritual institution. Moreover, in an era dominated by hybrid warfare and ideological conflicts, the Pakistan Armed Forces emerge as a resilient symbol of national unity and moral fortitude, reflecting the Quranic ideal of a cohesive and unbreakable structure—Bunyan Marsoos.*

Keywords: *Pakistan Armed Forces, National Defense, Bunyan Marsoos, Qur'an, Military Doctrine, Unity, Steadfastness, Jihad fi Sabeelillah.*

CC BY

تمہید

قوموں کی بقا، خود مختاری اور استحکام کا راز صرف مادی وسائل یا عسکری ہتھیاروں میں نہیں بلکہ اس روحانی استقامت، فکری وحدت اور نظریاتی پختگی میں پنہاں ہوتا ہے جو کسی ملت کے محافظین میں بدرجہ اتم موجود ہو۔ پاکستان، جو اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آیا، اس کے دفاع کی ذمہ داری جن کندھوں پر ہے، وہ محض سپاہی نہیں بلکہ نظریۂ پاکستان کے عملی ترجمان اور ملت کے نظریاتی سرحدوں کے پاسبان ہیں۔ افواج پاکستان کا یہ امتیاز انہیں دنیا کی دیگر افواج سے ممتاز کرتا ہے کہ ان کی بنیاد صرف عسکری تربیت پر نہیں بلکہ قرآن و سنت کی روشنی میں اخلاقی و روحانی اصولوں پر استوار ہے۔

قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ﴾، یعنی "بے شک اللہ ان لوگوں سے محبت فرماتا ہے جو اس کی راہ میں ایسی صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی دیوار ہیں" (الصّف: 4)۔ یہ آیت محض عسکری ترتیب کی ترغیب نہیں دیتی بلکہ ایک ایسی فکری و عملی صف بندی کی نشاندہی کرتی ہے جو ایمان، تقویٰ، اطاعت، اخلاص، اور قربانی جیسے اوصاف سے مزین ہو۔

تحقیقی مقالہ اس قرآنی تصور کو افواج پاکستان کے تناظر میں پرکھا گیا ہے کہ کس طرح پاکستان کی مسلح افواج — جنگی محاذ سے لے کر فکری مورچوں تک — "بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ" کی عملی تفسیر بن چکی ہیں۔ تحقیق میں عسکری قیادت کے بیانات، تاریخی مہمات، تنظیمی ڈھانچے اور نظریاتی بنیادوں کا جائزہ لے کر یہ حقیقت اجاگر کی گئی ہے کہ پاکستان آرمی نہ صرف دفاعی دیوار ہے بلکہ قومی و دینی تشخص کا محافظ قلعہ بھی ہے۔

تحقیق کی ضرورت و اہمیت:

عہدِ حاضر، فکری انتشار، نظریاتی انحراف اور ہائبرڈ وارفیئر کے پیچیدہ مناظر سے لبریز ہے۔ دشمن کی یلغار اب صرف سرحدوں تک محدود نہیں رہی، بلکہ اس کی چالیں دل و دماغ، تہذیب و اقدار، اور قومی نظریات کو کمزور کرنے کی جانب بھی بڑھ چکی ہیں۔ ان ناپاک عزائم کے مقابلے میں اگر کوئی قوت سینۂ سپر ہے، تو وہ افواج پاکستان ہیں — جن کا کردار صرف سرزمین کی حفاظت تک محدود نہیں، بلکہ وہ اسلامی تشخص، نظریاتی وحدت، اور قومی حمیت کی آخری فصیل بھی ہیں۔

اسی پس منظر میں حالیہ مہینوں میں بھارت کی جانب سے پاکستان کے خلاف کی گئی جارحانہ کارروائیوں، جن کے جواب میں آپریشن "بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ" کے تحت پاک فوج نے مثالی استقامت، جرأت، اور تنظیمی یگانگت کا مظاہرہ کیا، اس امر کی مزید شہادت فراہم کرتے ہیں کہ افواج پاکستان محض ایک عسکری ادارہ نہیں بلکہ وہ ایک زندہ قرآنی تفسیر ہیں — جو سورۃ الصّف کی آیت "إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ" کا عملی پیکر بن چکی ہیں۔

ایسے وقت میں جب بیرونی جارحیت اور داخلی فکری یلغار دو دھاری تلوار بن کر ملتِ اسلامیہ کو نشانہ بنا رہی ہیں، یہ اشد ضروری ہو گیا ہے کہ ہم قرآنِ حکیم کے جنگی و تنظیمی اصولوں کو جدید قومی تناظر میں سمجھیں، بالخصوص "بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ" جیسے عمیق قرآنی تصورات کو محض تلاوت کی زینت نہیں بلکہ عسکری و فکری پالیسی کا محور بنایا جائے۔

یہ تحقیقی مقالہ اسی فکری خلاء کو پر کرنے کی ایک کوشش ہے، تاکہ یہ واضح کیا جا سکے کہ افواج پاکستان کی اصل قوت وطاقت صرف ان کے کارخانۂ اسلحہ میں نہیں بلکہ ان کے قلوب میں راسخ ایمانی بصیرت، دینی وابستگی، اور قرآنی نظامِ صف بندی

میں مضمر ہے۔ اس تحقیق کی اہمیت اس لیے بھی دوچند ہو جاتی ہے کہ جب قوموں کے مقدر کا فیصلہ صرف ہتھیار نہیں بلکہ نظریہ کرتا ہے، تو یہ جاننا ازبس ضروری ہو جاتا ہے کہ پاکستان آرمی نظریے کی کون سی بنیاد پر کھڑی ہے، اور یہ بنیاد کس طرح ''بُنْیَانٌ مَّرْصُوصٌ'' کی قرآنی تمثیل سے ہم آہنگ ہے۔

وجہ تسمیہ:

افواجِ پاکستان نے'' بُنْیَانٌ مَّرْصُوصٌ ''یعنی سیسہ پلائی دیوار/عمارت جیسا قرآنی اور معنویت سے بھرپور ولبریز نام، حالیہ پاک وبھارت اثناء جنگ میں اپنے آپریشن میں صرف عسکری عنوان کے طور پر استعمال نہیں کیا، بلکہ یہ انتخاب واختیار عقیدتی، فکری، اور روحانی شعور وفکری بیداری کا ترجمان ہے، یہ وہ نام ہے جو نہ صرف طاقت، نظم، اور وحدت کی تابانی و نقشِ اولیں ہے، بلکہ یہ قرآنِ مجید کے اس استعارہ کی عملی تفسیر ہے جس میں اہلِ ایمان کو اللہ کی راہ میں لڑنے والے مجاہدین کی صف میں مرصوص دیوار سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اس پراثر ومتبرک نام کے انتخاب کے نہاں گوشے میں فقط عسکری حکمت عملی کارفرما نہیں، بلکہ ایک دینی و نظریاتی قومی شعور کا عکاس ہے، یہ نام افواجِ پاکستان کے متعلق اس حقیقت کو آشکار کرتا ہے کہ وہ محض بندوق بدست سپاہی نہیں بلکہ وہ ایمانی جوش و روحانی وابستگی سے سرشار اور نظریاتی عقیدت کی پیکر وہ جماعت ہے جو اسلامی و نظریاتی مملکت کی فکری اساس اور پاکستان کے مقدس نظریے ''کلمہ طیبہ'' کی محافظ و پاسبان ہے۔

فی الواقع '' بُنْیَانٌ مَّرْصُوصٌ ''کا مغزِ کلام ایک ایسی صف کا استعارہ ہے جو ایمان و تقویٰ اور عزمِ صمیم واتحاد سے مزین و آراستہ ہو ـــ ایسی صف جس میں دراڑ و خلا نہ ہو، جو کسی صورت منتشر نہ ہو، جو دشمن کے سامنے مثلِ چٹان قائم ہو۔ یہی وہ تصور و فلسفہ ہے جو افواجِ پاکستان کی روح، تربیت و کردار کا مرکزی و کلیدی نکتہ ہے۔

درحقیقت ''بُنْیَانٌ مَّرْصُوصٌ ''کا مفہوم ایک ایسی صف کا استعارہ ہے جو ایمان، تقویٰ، اتحاد، اور عزمِ صمیم سے آراستہ ہو ـــ وہ صف جو کسی صورت میں منتشر نہ ہو، جس میں کوئی دراڑ نہ ہو، اور جو دشمن کے سامنے چٹان بن کر کھڑی ہو جائے۔ یہی وہ تصور ہے جو افواجِ پاکستان کی تربیت، روح، اور کردار کا مرکزی نکتہ ہے۔

یہ نام محض ایک جنگ کاروائی کا عنوان نہ تھا بلکہ روحانی، وحدت، فکری بیداری اور نظریاتی عزم کا ایسا اعلان تھا کو بزدل دشمن پر حجت اور قوم کے لیے یقین واستقامت کی علامت بن گیا۔

اسی فکری و روحانی شعور کے مظہر ''بُنْیَانٌ مَّرْصُوصٌ ''کا انتخاب تمثیلِ قرآنی کو عسکری حکمت عملی میں سمو کر دشمن کو ذہن نشین کرانے اور آگاہ کرنے کا پیغام ہے جب ایمان، اتحاد اور قربانی متحد ہو جائیں تو وہ صف سیسہ پلائی ہوئی ایسی آہنی دیوار کو وجود دیتی ہے جسے عبور کرنا اور توڑنا باطل قوت کی طاقت سے باہر ہو جاتا ہے۔

بُنْیَانٌ مَّرْصُوصٌ: الفاظ، مفاہیم اور مفسرین کی چشمِ بصیرت سے:

بُنْیَانٌ مَّرْصُوصٌ ـــ یہ قرآنی تعبیر محض ایک تعمیر کی مثال نہیں بلکہ وہ فکری و روحانی استعارہ ہے جو صفِ مؤمنین کی وحدت، استقامت اور نظم کی پرجلال تصویر پیش کرتا ہے۔ اللہ ربّ العزت نے سورۃ الصّف میں مجاہدین کی اس صف بندی کو سیسہ پلائی ہوئی دیوار سے تعبیر فرمایا اور اپنی راہ میں صف بستہ ہو کر لڑنے والے مجاہدین کی تحسین فرمائی جس سے یہ واضح ہوتا

ہے کہ دفاعِ دین و وطن فقط جوش و جذبہ سے نہیں بلکہ مربوط فکر، منظم صف اور ایمانی یکجہتی کا نام ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ *[1]

ترجمہ: بےشک اللہ دوست رکھتا ہے انہیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں پرا(صف) باندھ کر گویا وہ عمارت ہیں رانگا(سیسہ) پلائی۔

اس آیتِ کریمہ میں عسکری نظم، ایمانی وحدت، اور ایثار و قربانی کی ایسی جاوداں تمثیل پیش بیان کی گئی ہے، جو تا روزِ قیامت مجاہدین و عساکرِ اسلام کے لیے آئینِ عمل کی حیثیت رکھتی ہے۔ زیرِ نظر آیت کے دو الفاظ(1): "بُنْيَانٌ" اور (2): مَّرْصُوْصٌ ـــ نہ صرف لغوی و اصطلاحی لحاظ سے عمیق مفاہیم رکھتے ہیں بلکہ نظریاتی استحکام، روحانی یگانگت، اور عسکری یکجہتی کا ایسا مظہر ہیں جو ایک مکمل اسلامی نظام کی عکاسی کرتے ہیں۔

(1): "بُنْیَانٌ" لغوی و مفہومی وضاحت:

لغوی معنی اساس، بنیاد، عمارت یا استوار شدہ ڈھانچہ وغیرہ ہیں چنانچہ: اہلِ لغت جیسے الجوہری[2]، ابن منظور[3]، راغب اصفہانی[4]، مجمع اللغۃ العربیۃ بالقاہرۃ میں (ابراہیم مصطفیٰ/احمد الزیات/حامد عبد القادر/محمد النجار)[5]، فیروزآبادی، زبیدی[6]، حسن مصطفوی[7] سب اس پر متفق ہیں کہ "بُنیان" محض اینٹ، پتھر، یا ظاہری دیواروں پر مشتمل کسی جامد عمارت ہی کو نہیں کہا جاتا، بلکہ یہ ہر اُس ڈھانچے کا استعارہ ہے جو ترتیب، ہم آہنگی، اور اندرونی استقامت پر قائم ہو ـــ چاہے وہ مادی ہو یا معنوی، جسمانی ہو یا فکری۔ قرآنِ مجید نے "بُنیان" کو صرف تعمیری عمارتوں کے لیے استعمال نہیں کیا، بلکہ اسے اجتماعی وحدت، فکری اتحاد، اور روحانی نظم و ضبط کی علامت بنا کر پیش کیا۔ یہ لفظ اُس مرصوص قوت کی نمائندگی کرتا ہے جو نہ صرف ساخت میں مربوط ہو، بلکہ مقصد میں متفق اور دلوں میں پیوست ہو۔ چنانچہ "بُنیان" کسی عمارت کا نام ہو یا نظریاتی نظام، یہ ہمیشہ ایسی اساس کو ظاہر کرتا ہے جو ایمان، فکر، ارادے اور اخلاص سے تعمیر کی گئی ہو۔

علامہ مصطفوی کے مطابق، یہ لفظ نظریاتی و روحانی نظام کی بھی علامت ہے، جو کسی مستحکم و منظّم مقصد کے لیے قائم کیا جائے۔

(2): "مَرْصُوْصٌ" لغوی و مفہومی وضاحت:

لغت کے لحاظ سے لفظ "مَرْصُوصٌ" ایسی مضبوط، محکم اور مربوط چیز کو کہا جاتا ہے، جس کے اجزاء اس درجہ مہارت سے باہم جُڑے ہوں کہ ان میں نہ کوئی خلا باقی ہو اور نہ ہی کمزوری کی گنجائش ہو۔

ابنِ منظور کے مطابق:

مرصوصہر اس شے کو کہا جاتا ہے جسے قوت، دقت اور حسنِ ترتیب کے ساتھ یوں جوڑا گیا ہو کہ وہ ایک اکائی بن گئی ہو۔[8]

زبیدی کا قول:

مرصوص کو ایسی مستحکم ترکیب ہے جس میں ہر جزو دوسرے سے چمٹا ہو، جیسے دیوار کی اینٹیں یا صف میں کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے افراد کی صف۔[9]

فیروزآبادی کا قول:

صف آرائی کی مثال میں استعمال کرتے ہوئے بتایا کہ یہ لفظ صرف جسمانی قربت نہیں، بلکہ روحانی و نظریاتی ہم آہنگی کی علامت بھی ہے۔[10]

ابو عبیدہ کے مطابق:

مرصوص وہ ہے جس میں کوئی چیز دوسری سے جدا نہ ہو، اور فرّاء نے اسے سیسہ بھری ہوئی، ناقابلِ رخنہ اور ٹھوس عمارت سے تعبیر کیا۔

الخوارزمی کا قول:

"مرصوص" کو ہر اس ڈھانچے سے تعبیر کیا جو کسی خلل کے بغیر مکمل طور پر جُڑا ہوا ہو—چاہے وہ فوجی صف ہو یا فکری نظام۔[11]

الغرض، اہلِ لغت نے مرصوص کو نہ صرف ایک تعمیراتی تمثیل مانا بلکہ اسے نظریاتی وحدت، عسکری ضبط، اور روحانی یگانگت کا آئینہ بھی قرار دیا۔ یہ وہ اکائی ہے جو باطن وظاہر میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند استوار ہو۔

Top of Form
Bottom of Form

مفسرین کے اقوال:

(1): اسحاق ابوزجاج کا قول:

أي بنيان لاصق بعضُه ببَعْض لا يغادر بَعْضُه بَعْضاً.[12]

ترجمہ: یعنی وہ عمارت جس کے اجزاء اس طرح باہم چسپاں ہوں کہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہو سکیں، کوئی جزو دوسرے کو ترک نہ کرے۔

(2): یحییٰ کا قول بروایت ابن زمنین:

ذكر ثبوتهم فِي صفوفهم، كَأَنَّهُ بنيانٌ قد رص بعضه إِلَى بعض"[13]

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کی صفوں میں استقامت اور پائیداری کا ذکر فرمایا ہے — گویا وہ ایسی دیوار ہوں جس کے اجزاء اس مہارت سے باہم جُڑے ہوں کہ ایک اینٹ دوسری سے اس طرح پیوستہ ہو جیسے ایک قالب، ایک ساخت، ایک وحدت۔

(3): امام ابن جوزیؒ کا قول:

"مرصوص" کی دو توجیہات کی گئیں: ایک، ایسی دیوار جس میں کوئی رخنہ نہ ہو؛ دوسرے، وہ عمارت جو سیسے سے جوڑی گئی ہو۔ بعض اہل علم نے پیدل قتال کو افضل قرار دیا کہ وہ صف باندھنے کے زیادہ قریب ہے۔[14]

(4): امام ابن جریر طبری کا قول:

كَأَنَّهُمْ فِي اصْطِفَافِهِمْ حِيطَانٌ مَبْنِيَّةٌ قَدْ رُصَّتْ، فَأُحْكِمَ وَأُتْقِنَ، فَلَا يُغَادِرُ مِنْهُ شَيْئًا۔[15]

ترجمہ: ایسی صف بندی کی صورت میں گویا وہ ایک مضبوط، سیسہ پلائی دیوار —جس کا ہر پتھر اس قدر مہارت سے جوڑا گیا ہو کہ نہ کوئی اندھیرہ نکلے اور نہ ہی کوئی پتھر باہر پھسلے۔

(5): امام قرطبیؒ کا قول:

قَالَ الفَرَّاءُ: مَرْصُوصٌ بِالرَّصَاصِ. وَقَالَ المبرد: هُوَ مِنْ رَصَصْتَ الْبِنَاءَ ... حَتّى يَصِيرَ كَقِطْعَةٍ وَاحِدَةٍ.

16

ترجمہ: امام فراء کا قوہے: "مرصوص" ایسی عمارت ہوتی ہے جس میں سیسہ بھرا گیا ہو۔ مبرد کا قول ہے: اس کا لفظ عمل "رصّ" سے آیا ہے، یعنی پتھروں کو اتنا قریب لانے کا عمل کہ وہ ایک ٹھوس و یکجا اکائی بن جائیں۔

(6): علامہ زمخشری کا قول:

يجوز أن يريد استواء بنائهم في الثبات حتى يكونوا في اجتماع الكلمة كالبنيان المرصوص۔[17]

ترجمہ: یہ مراد لینا جائز ہے کہ ان کی ایسی صف بندی میں ایسا استحکام، ہم آہنگی و پائیداری ہو کہ وہ فکری لحاظ سے اتحاد، عزم و استقلال میں سیسہ پلائی دیوار کی مانند دکھائی دیں۔

بنیان مرصوص: مفسرین کی آراء کا تقابلی جائزہ:

"بُنۡیَانٌ مَّرۡصُوۡصٌ" قرآن حکیم کی اہل ایمان کے لیے اختیار کی گئی تمثیل ہے کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں صف بستہ ہو کر قتال کرتے ہیں، اگر اس کی تعبیر میں مفسرین کے اقوال متنوع ہیں تاہم معنی و مفہوم میں کامل آہنگی پائی جاتی ہے۔ ہر مفسر نے اپنی فراستِ روحانی، لسانی مہارت اور علمی ذوق کے مطابق: سیسہ پلائی دیوار، ہم آہنگی، ہم وصف جماعت اور مضبوط و مربوط عمارت کے طور پر پیش کیا ہے کہ "بُنۡیَانٌ مَّرۡصُوۡصٌ" سے ایسی عمارت مراد ہے:

جس کے اجزاء ایسے چسپاں ہوں کہ ان میں کوئی دراڑ نہ ہو۔
جس کا پتھر پتھر اور اینٹ اینٹ مضبوطی سے جڑی ہو۔
جو زلزلے و طوفان یا حملے کا مقابلہ یکجہتی سے کر سکے۔
جس کی وحدت و تنظیم دشمن پر رعب طاری دے۔

یوں "بُنۡیَانٌ مَّرۡصُوۡصٌ" کا قرآنی استعمال اور مفسرین و اہل لغت کی تشریحات واضح کرتی ہیں کہ یہ صرف ایک تعمیری استعارہ نہیں، بلکہ ایک ہمہ جہت تمثیل ہے—جو مادی مضبوطی کے ساتھ فکری وحدت، نظریاتی ہم آہنگی اور عسکری تنظیم کا جامع نقشہ پیش کرتی ہے۔

جیسا کہ معتبر لغات نے "بنیان" کو صرف دیوار نہیں، بلکہ ایک مربوط نظام یا ایسی صف قرار دیا جو ایمان، اخلاص اور شعور کی بنیاد پر قائم ہو۔ مفسرین مثلاً: امام رازی، قرطبیؒ، اور ابن عاشور جیسے مفسرین نے "مرصوص" کو ایسی باہم جُڑی جماعت سے تعبیر کیا جو دشمن کے مقابلے میں وطن اور اس کی سرحدوں کی حفاظت میں استقامت و وحدت کی علامت ہو۔

دفاعِ وطن: قرآن وسنت اور مفکرین اسلام کے اقوال کی روشنی میں:

اسلام ایک ہمہ جہت دین ہے جو انسان کی انفرادی اصلاح سے لے کر اجتماعی و ریاستی نظام تک مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اس دینِ کامل نے نہ صرف انسان کے روحانی و اخلاقی ارتقاء پر زور دیا ہے بلکہ اُس سرزمین کے تحفظ کو بھی اہمیت دی ہے

جہاں ایک مسلمان آزادی کے ساتھ اپنے دینی فرائض ادا کرتا ہے۔ یہی سرزمین اُس کا وطن کہلاتی ہے، جس کی محبت اور حفاظت ایک فطری جذبہ ہونے کے ساتھ ساتھ شریعتِ اسلامی میں ایک عظیم شرعی تقاضا بھی ہے۔

"وطن" عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں: رہنے کی جگہ، مستقل قیام کی جگہ، جائے سکونت یا جائے پیدائش۔ اردو، فارسی اور دیگر اسلامی زبانوں میں بھی یہ لفظ انہی معنوں میں مستعمل ہے۔ انسان فطری طور پر اپنے وطن سے محبت کرتا ہے اور اسی تعلق کے نتیجے میں اس کی حفاظت کو اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اسی حفاظت کو اصطلاحاً "دفاع" کہا جاتا ہے، جو عربی کے لفظ "دَفَعَ یَدفَعُ" سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں: روکنا، دفع کرنا یا پیچھے ہٹانا۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اِنَّ اللّٰہَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا*"[18] ترجمہ: بے شک اللہ بلائیں ٹالتا ہے مسلمانوں کی (اور ان کی مدد فرماتا ہے)۔ اس آیتِ کریمہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ دفاع نہ صرف ایک فطری عمل ہے بلکہ ایک خدائی حکم بھی ہے، جو اہلِ ایمان کی عزت، جان اور سرزمین کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔

1۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اہل ایمان کا اپنے ملک کی سرحدوں کی حفاظت کا حکم ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اصۡبِرُوۡا وَ صَابِرُوۡا وَ رَابِطُوۡا*[19]

ترجمہ: اے ایمان والو صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن حکیم میں وطن کے حفاظت و دفاع کے لیے استطاعت کے مطابق قوت و طاقت جمع کرنے کا حکم دیا ہے۔

2۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ اَعِدُّوۡا لَهُمۡ مَّا اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ قُوَّةٍ وَّ مِنۡ رِّبَاطِ الۡخَيۡلِ تُرۡهِبُوۡنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمۡ وَ اٰخَرِيۡنَ مِنۡ دُوۡنِهِمۡ*"[20]

ترجمہ: اور ان کے لیے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے اور جتنے گھوڑے باندھ سکو کہ ان سے کہ ان کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ جو اللہ کے دشمن اور تمھارے دشمن ہیں۔

اس آیتِ کریمہ میں قوت و طاقت کی تیاری کے حکم میں عموم ہے، ہر وہ قوت جو دشمن کو مرعوب و مغلوب کرنے والی ہو، بشمول سرحدی نظام کے ہر قسم و نوع کی تیاری مراد ہے، مفسرین نے اس آیت کے لفظ "قوۃ" سے ہر قسم کی دفاعی قوت و طاقت، گھڑسوار، دور کی ضرورت کے مطابق اسلحہ، تربیت یافتہ فوج، سرحدوں (رباط) پر پیرا داری بھی مراد لی ہے۔

امام رازی کا قول ہے:

قَالَ أَصْحَابُ الْمَعَانِي الْأَوْلَى أَنْ يُقَالَ: هَذَا عَامٌّ فِي كُلِّ مَا يُتَقَوَّى بِهِ عَلَى حَرْبِ الْعَدُوِّ، وَكُلُّ مَا هُوَ آلَةٌ لِلْغَزْوِ وَالْجِهَادِ فَهُوَ مِنْ جُمْلَةِ الْقُوَّةِ۔[21]

ترجمہ: اصحابِ معانی (لغت و تفسیر کے ماہرین) نے کہا ہے کہ بہتر یہی ہے کہ آیت میں مذکور "قُوَّۃ" کو عمومی معنی میں لیا جائے، یعنی وہ تمام چیزیں جو دشمن کے خلاف جنگ میں قوت و طاقت کا ذریعہ بنیں۔ چنانچہ ہر وہ شے جو غزوہ و جہاد کے لیے بطورِ آلہ استعمال ہوتی ہے، وہ "قُوَّۃ" (طاقت) میں شامل ہے۔ یعنی: قوت میں سرحدوں پر مرابطہ (پہرہ) بھی شامل ہے۔

اپنے وطن کی حفاظت کے لیے ایک دن کا پہرہ پوری دنیا سے بہتر ہے۔

(1): رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا، وَمَوْضِعُ سَوْطِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا، وَالرَّوْحَةُ يَرُوحُهَا الْعَبْدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوِ الْغَدْوَةُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا ۔[22]

ترجمہ: اللہ کے راستے میں دشمن سے ملی ہوئی سرحد پر ایک دن کا پہرہ» دنیا وما علیہا «سے بڑھ کر ہے جنت میں کسی کے لیے ایک کوڑے جتنی جگہ ''دنیا وما علیہا'' سے بڑھ کر ہے اور جو شخص اللہ کے راستے میں شام کو چلے یا صبح کو تو وہ ''دنیا وما علیہا'' سے بہتر ہے۔

(2): رسول اللہ ﷺ نے ارشاد ہے:

كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ إِلَّا الَّذِي مَاتَ مُرَابِطًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَإِنَّهُ يُنْمَى لَهُ عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَيَأْمَنُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ ۔[23]

ترجمہ: ہر مرنے والے کا عمل بند کر دیا جاتا ہے سوائے اس شخص کے جو اللہ کی راہ میں سرحدی پہرہ دے رہا ہو، اس کے لیے قیامت تک اجر بڑھتا رہتا ہے اور وہ قبر کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔

(3): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ: عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ، وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۔[24]

ترجمہ: دو آنکھوں کو جہنم کی آگ چھو بھی نہیں سکتی: (1) وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئی، (2) وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے جاگی ہوں۔

جو بھی شخص اپنی جان، مال، اہل خانہ، مسکن، وطن وغیرہ کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے وہ شہید ہوتا ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

من قُتل دون ماله فهو شهيد، ومن قُتل دون دمه فهو شهيد، ومن قُتل دون أهله فهو شهيد۔[25]

ترجمہ: جو شخص اپنے مال، جان یا اہلِ خانہ کے دفاع میں قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔*

حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ ذاتی و اجتماعی تحفظ کرنا — وطن کا دفاع کرنا — سبیلِ شہادت ہے، اور یہ راہ اختیار کرنے والا اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور بلند مقام پاتا ہے، جیسا کہ حضرت عبد اللہ عمرؓ کا قول ہے:

فرض الجهاد لسفك دماء المشركين، والرباط لحقن دماء المسلمين، وحقن دماء المسلمين؛ أحب إلي من سفك دماء المشركين [26]

ترجمہ: جہاد کا فرض ہونا مشرکین کا خون بہانے کے لیے ہے، جبکہ رباط کا مقصد مسلمانوں کے خون کی حفاظت ہے، اور مسلمانوں کی جان کی حفاظت مجھے مشرکین کے خون بہانے سے زیادہ محبوب ہے۔

یہ قول اسلامی دفاعی حکمت عملی میں توازن اور ترجیح کے اصول کو ظاہر کرتا ہے کہ دفاع اور حفاظت صرف حملہ آور سے بدلہ لینا نہیں، بلکہ اپنی قوم، ملت اور امت کی حفاظت کو فوقیت دینا اصل روح ہے۔

علامہ ابن تیمیہ کا قول ہے:

والقوس في الثغور أفضلُ من صلاة التطوع ۔[27]

ترجمہ: سرحدوں پر (اللہ کی راہ میں) کمان تھامے رہنا نفل نمازوں سے افضل ہے۔

قرآن و سنت کے مذکورہ تمام دلائل اس امر کو ثابت کرتے ہیں کہ تحفظ ملت و وطن اور امن و سلامتی سرزمین صرف ایک فطری جذبہ ہی نہیں بلکہ قرآن و سنت کی روشنی میں شرعاً مطلوب بھی ہے، اسی شرعی حکم کے تقاضا اور تحفظ کے جذبہ نے افواج پاکستان شروع سے اب تک "بنیانِ مرصوص" کی عملی تفسیر پیش کر رہی ہیں ـــ ایک منظّم، سیسہ پلائی دیوار کی مانند صف جس کی بنیادیں اس کے نصب العین (ایمان، تقوی، جہاد فی سبیل اللہ) پر قائم ہیں۔

دفاعِ وطن اور استقامت: قرآنی فرامین، نبوی اسوۂ اور علمی افکار کا جامع تجزیہ:

اقوامِ عالم کی بقاء اور اس کے استقلال کی بنیاد اگر کسی ایک ہی صفت پر رکھنا ممکن ہے تو وہ "استقامت" ہے یہی وہ ایک صفت ہے جو ایک فرد سے معاشرے اور سپاہی سے لشکر تک کے تمام حلقوں میں قوت و طاقت، مضبوطی و پائیداری اور نظریاتی استقلال کا ذریعہ و سرچشمہ بنتی ہے، اسلام و ایمان کی روح بھی استقامت ہی میں پنہاں ہے، وطن کے دفاع میں "استقامت" کا کردار مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔

(1): استقامت ثبات و تمکین کی بشارت ہے چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِيۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَيۡهِمُ الۡمَلٰٓـئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَ لَا تَحۡزَنُوۡا وَ اَبۡشِرُوۡا بِالۡجَـنَّةِ الَّتِىۡ كُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ*[28]

ترجمہ: بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے اُن پر فرشتے اُترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔

آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں ثابت قدم رہنے والے صاحبانِ ایمان کے بلند روحانی مقام کی وضاحت بیان کیا گیا ہے، مفسرین کے نزدیک اس آیت کا اطلاق و انطباق ان افراد پر ہوتا ہے جو حق کی راہ میں خواہ وہ فکری ہو یا عسکری بہر حال ثابت قدم رہتے ہیں۔

استقامت کے لغوی معنی ہیں: کھڑا ہونا اور سیدھا ہو جانا، استقامت کی وضاحت میں صحابہ کرامؓ، تابعین و علماء کرامؒ کے متعدد اقوال ہیں، جن میں سے دو اقوال درج ذیل ہیں:

1۔ حضرت ابن عباسؓ و حضرت قتادہؒ کا قول ہے:

ای استقاموا علی ادا ء فرائضه ۔[29]

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ کے فرض کردہ امور کو اہلِ ایمان حسنِ کمال سے بجالاتے ہیں۔

امام ابن کثیرؒ کا قول ہے:

ثُمَّ اسْتَقامُوا أَيْ أَخْلَصُوا الْعَمَلَ لِلَّهِ وَعَمِلُوا بِطَاعَةِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَى مَا شَرَعَ اللَّهُ لَهُمْ۔[30]

ترجمہ: پھر اس پر قائم رہے یعنی انہوں نے اپنا عمل خالصتاً اللہ کے لیے کیا، اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت یوں بجالائے جیسے خود اللہ نے ان کے لیے طریقہ مقرر فرمایا۔

فتنوں اور خوف کے لمحات میں بھی ایمان پر ثابت قدمی میں وہی روحانی استقامت ہے جو دفاعِ وطن کے میدان میں ہر

سپاہی اور فردِ ملت سے مطلوب ہے۔ یہی استقامت، ایمان کی صداقت اور قومی وفاداری کا عملی مظہر بنتی ہے۔

(2): جہاد اور استقامت کے تعلق کا بیان کرتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَاسۡتَقِمۡ كَمَآ اُمِرۡتَ وَ مَنۡ تَابَ مَعَكَ وَ لَا تَطۡغَوۡا*[31]

ترجمہ : تو قائم رہو (اپنے ربّ کے حکم اور اس کے دین کی دعوت پر) جیسا تمہیں حکم ہے اور جو تمہارے ساتھ رجوع لایا ہے اور اے لوگو سرکشی نہ کرو۔

علامہ سمعانیؒ لکھتے ہیں:

''الاستقامۃ'' کا معنی یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے احکام و نواہی پر مستقل مزاجی سے عمل کرتا رہے۔[32]

ضحاکؓ کا قول ہے: ''استقم بالجہاد'' یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ جہاد میں ثابت قدم رہو۔[33]

اس آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسلامی جماعت کا حصے بننے والے اہل ایمان (حضرات صحابہ کرامؓ) کو جنگ وجدل، فتنہ وفساد، دشمنی اور باطل کے خلاف اپنے قائد کے ساتھ جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ استقامت کا حکم دیا گیا۔ یہی استقامت مطلوب ہے۔

(3): عسکری صف میں استقامت کے متعلق اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيۡنَ يُقَاتِلُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمۡ بُنۡيَانٌ مَّرۡصُوۡصٌ *[34]

ترجمہ: بے شک اللہ دوست رکھتا ہے انہیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں پرا (صف) باندھ کر گویا وہ عمارت ہیں رانگا (سیسہ) پلائی۔

آیت کریمہ میں استقامت کے عسکری مظہر کا بیان ہوا ہے — محاذِ جنگ پر اسلامی لشکر کی صفوں میں ظاہر ہونے والی وہ استقامت جو اتحاد و ترتیب اور پائیداری کی علامت ہوتی ہے۔

Top of Form
Bottom of Form

علامہ قرطبیؒ کا وضاحت میں قول ہے:

یعنی آپس میں جُڑے ہوئے، ایک دوسرے سے پیوستہ، جن کے درمیان کوئی رخنہ نہ ہو، جیسے مضبوط عمارت۔

احمد بن مصطفیٰ المراغی لکھتے ہیں:

یعنی اللہ تعالیٰ اُن لوگوں سے محبت فرماتا ہے جو قتال کے وقت اپنی صفیں اس طرح ترتیب دیتے ہیں کہ ان کے درمیان کوئی خلا باقی نہیں رہتا، گویا وہ ایک ایسی دیوار ہیں جس کے تمام حصے آپس میں جُڑے ہوئے ہوں، ایسی کہ جیسے وہ ایک ہی ٹھوس پَرت (ڈھالا ہوا پختہ ڈھانچہ) ہو۔ اور آج کے دور میں افواج عالم اسی نظم و ترتیب کے اصول پر عمل کرتی ہیں۔[35]

اسی قرآنی اصول کی عملی تعبیر ہمیں حالیہ پاک بھارت جنگ میں نظر آئی، جب افواج پاکستان نے اپنے عسکری آپریشن کو ''بُنۡيَانٌ مَّرۡصُوۡصٌ'' کا عنوان دیا، اور پھر دشمن کے خلاف صف بستہ ہو کر ایسی استقامت دکھائی کہ گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے، جس میں نہ کوئی دراڑ تھی نہ کمزوری — بلکہ وحدت، نظم، اور قوتِ ایمانی کا ناقابلِ شکست مظہر۔[36]

غزوہ احد میں جبل احد پر سنتِ نبوی ﷺ میں استقامت کی عملی تفسیر:*

غزوۂ اُحد میں ابتداءً مسلمانوں کو واضح برتری حاصل ہوئی، بعد میں جنگ کا رخ بدل گیا اور مسلمانوں کو نقصان اٹھانا پڑا، افواہوں کا بازار گرم تھا کہ نبی کریم ﷺ شہید کر دیئے گئے ہیں، آپ ﷺ زخمی ہوئے، اس باوجود دامن احد میں کھڑے ہو کر فرمایا: "كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوا نَبِيَّهُمْ" وہ قوم کیسے کامیاب ہو سکتی ہے جنھوں نے اپنے نبی کو زخمی کیا!۔[37]

یہ فرمان استقامتِ روحانی و عسکری کا نکتۂ عروج ہے —نہ ضعف و پسپائی، نہ ہی تنقید —بلکہ یہ اعلان ہے کہ حق کا دفاع استقامت میں ہے اور استقامت ہی فتوحات کی اساس ہے —استقامت ہی دین کا نچوڑ ہے، اور یہ نصرت و تمکین کے سب سے بڑے اسباب میں سے ہے۔

بلاشبہ ایمان پر مبنی استقامت ہی وہ بلند پایہ وصف ہے جس نے اوراقِ تاریخ اسلام کو فتح و نصرت کے زریں الفاظ سے ایسی روشنی بخشی کہ مسلمان لشکروں کو سر بلندی کا تاج نصیب ہوا اس کا تذکرہ رزم گاہِ عالم (عالمی جنگ کے میدان) کا استعارہ بن گیا، یہی وہ اعلیٰ صفت تھی کہ جس کی وجہ سے مسلمانوں نے شاہانِ قیصر و کسریٰ پر غلبہ حاصل کیا، بحر اوقیانوس سے دریائے سندھ اور وسط اشیاء سے قلبِ افریقہ تک وسعت دی۔

اگرچہ تاریخ کے طویل سفر پر مشتمل صحیفوں میں فطرت کے اٹل اصول کے طور پر عروج و زوال کا جاری تسلسل محفوظ ہے تاہم ہر زمانے میں مسلمان لشکروں کی جو چیز روح حیات بنی رہی وہ "استقامت" ہی تھی —ایسی استقامت جو نورِ صداقت، شجاعت کی للکار اور توکل علی اللہ کی اعلیٰ صفت و عظمت سے متصف ہوتی ہے۔

یہی روحِ استقامت اس لمحے و گھڑی بھی آشکار ہوئی جب برصغیر کے محکوم و ستم رسیدہ مسلمانوں نے استعمار و تفریق، ظلم و ستم، استبداد کی ظلمتوں میں ایمان، اتحاد، ایثار و قربانی کی شمعیں روشن کیں، تاریخ نے اپنے اوراق میں وہ سنہری لمحہ بھی محفوظ کیا کہ جب ایک نئی ریاست نظریۂ اسلام "کلمہ طیبہ" کی اساس پر پاکستان کے نام سے قائم کی گئی جو ایک روحانی و نظریاتی افکار کے انقلاب کی مظہر تھی۔

دفاعِ وطن میں افواج پاکستان کی استقامت: بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ کا عکس:

جب نظریۂ اسلام کی بنیاد پر حاصل ہونے والی پاک سرزمین کا آفتاب، افقِ تاریخ سے طلوع ہو کر عالمِ امکان میں اپنی شعاعیں بکھیرنے لگا، تو روزِ اوّل ہی سے دشمنانِ اسلام و پاکستان بغض و عداوت سے بھری زہر آلود نگاہوں کے ساتھ اسے صفحۂ ہستی سے مٹانے کے خواب دیکھنے لگے۔ خاص طور پر قیامِ پاکستان کے پہلے ہی دن سے، ایک ایسا دشمن اپنی باطنی عداوت اور ظاہری جارحیت کے ساتھ مسلسل سامنے آتا رہا—یعنی ہندوستان کے نام سے موسوم وہ ملک —جس نے ہر دور میں وجودِ پاکستان اور اس کے نظریے و استحکام کو سخت آزمائش میں مبتلا کرنے کی ناپاک جسارت جاری رکھی۔ لیکن تاریخ گواہ ہے کہ ہر محاذ پر اس بزدل دشمن کو ذلت، رسوائی اور شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔ پاک بھارت جنگوں کے نام سے موسوم معرکے اس کی روشن مثالیں ہیں، جن میں افواج پاکستان نے اپنے لہو سے استقامت پر مبنی وہ داستانیں رقم کیں جو رہتی دنیا تک چراغِ حریت جلائے رکھیں گی۔

اسی پس منظر میں پاک و بھارت کے درمیان جنگوں کا یہ تسلسل، درحقیقت اس نظریاتی و جغرافیائی سرحدوں کی کشمکش کا میدانِ عمل بنیں جن میں افواج پاکستان نے استقامت، بہادری، جذبۂ ایثار و قربانی سے نہ صرف دشمن کی افواج کے عزائم خاک میں ملائے، بلکہ پورے عالمِ کفر پر یہ واضح کر دیا کہ ہم جس خطۂ زمین کے محافظ ہیں وہ سرزمین خالق و مالکِ کائنات کے دین کی

اشاعت و حفاظت کی غرض سے حاصل کی گئی ہے۔ جس کا دفاع ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ اسی روحانی وابستگی، ایمانی حرارت اور نظریاتی عزم کا مظہر ہے کہ ہم اُس قرآنی اصول ''بُنْیَانٌ مَّرْصُوصٌ'' کی عملی تصویر بن کر دنیا کے سامنے آتے ہیں۔

اسی استقامت کی روحانی جھلک اور ایمانی روشنی مئی 2025 کی اُس گھڑی میں نمایاں ہوئی، جب یقین، قربانی اور استقلال کی وہ درخشندہ روایت جو افواجِ پاکستان کی شناخت بن چکی ہے، اپنے عروج پر نظر آئی۔ اُس لمحے دشمن نے ایک بار پھر ازلی بغض و عناد کے شعلے بھڑکائے اور ارضِ پاک کی جانب میلی نگاہیں اٹھائیں۔ یہ صرف ایک سرحدی تنازع نہ تھا، بلکہ نظریۂ پاکستان، اسلامی تشخص، اور امتِ مسلمہ کی اجتماعی غیرت پر حملہ تھا۔

چنانچہ اسی ایمانی استقامت کا تسلسل تھا کہ جب قیامِ پاکستان کے روزِ اوّل سے مسلسل زہرناک دشمن ــــ جو باطن میں عداوت اور ظاہر میں جارحیت کا پیکر بن کر سامنے آتا رہا ــــ نے ایک بار پھر اپنی ناپاک حرکتوں کا آغاز کیا، تو مئی 2025 میں ''آپریشن بُنْیَانٌ مَّرْصُوصٌ'' کا اعلان صرف ایک عسکری کارروائی نہ تھا، بلکہ یہ قرآنی تمثیل کی عملی تجسیم، روحانی بصیرت کی ترجمانی، اور نظریۂ پاکستان کی فکری جہت کا اعلانِ بیداری تھا۔

مزید برآں، اس آپریشن کے عنوان ــــ ''بُنْیَانٌ مَّرْصُوصٌ'' ــــ کا انتخاب محض ایک عسکری عرفیت نہ تھی، بلکہ قرآنِ کریم کی اس آیتِ مبارکہ کی عملی تعبیر تھی جو اہلِ ایمان کی صف بندی کو سیسہ پلائی ہوئی دیوار سے تشبیہ دیتی ہے۔ جب اس بارے میں وی نیوز نے ترجمانِ پاک فوج لیفٹیننٹ جنرل احمد شریف چوہدری سے استفسار کیا کہ یہ بامعنی اور پرہیبت نام کس کا تجویز کردہ ہے؟ تو اُن کا بصیرت افروز جواب تاریخ کے اوراق میں سنہری سطور کی مانند رقم ہو گیا۔

انہوں نے کہا: افواجِ پاکستان اسلام کو محض مذہب کے طور پر نہیں تسلیم نہیں کرتیں بلکہ اسلام کے لیے تابندہ نظامِ حیات ہے جو ان کی فکر، تربیت اور مقصدِ وجود کا بنیادی محور ہے۔

انہوں نے مزید کہا: الحمدللہ، ہمارے آرمی چیف (فیلڈ مارشل جناب حافظ عاصم منیر) راسخ العقیدہ مسلمان ہیں، اور قیادت کی دینی غیرت اور فکری استقامت ہی وہ اصل سرچشمہ ہے جہاں سے یہ نام ــــ 'بُنْیَانٌ مَّرْصُوصٌ' ــــ منصہ شہود پر آیا۔ یہ نام خود اعلان ہے اس عزم کا، کہ اللہ کی راہ میں لڑنے والے اہلِ ایمان، سیسہ پلائی دیوار کی مانند ہوتے ہیں۔ ہم وہ آہنی دیوار ہیں ــــ اور افواجِ پاکستان نے الحمدللہ، یہ ثابت بھی کر دکھایا۔[38]

یہی نہیں، بلکہ یوں یہ بات اظہر من الشّمس ہو گئی کہ آپریشن بُنْیَانٌ مَّرْصُوصٌ فقط عسکری حکمتِ عملی نہیں، بلکہ وہ روحانی علامت ہے جس نے دشمن پر اس بات کو واشگاف کر دیا ہے کہ افواجِ پاکستان محض ایک فوج نہیں، بلکہ نظریہ، ایمان، اور قربانی کی مجسم صورت ہے۔ ان کے ایک ایک قدم میں قرآن کی صدا، ان کی ہر صف میں ''بُنْیَانٌ مَّرْصُوصٌ'' کا عکس، اور ان کے ہر وار میں ''جہاد فی سبیل اللہ'' کی گونج سنائی دیتی ہے۔

درحقیقت، یہی وہ پیغام ہے جو افواجِ پاکستان کے ہر معرکے، ہر شہادت، اور ہر جیت میں پنہاں ہے ــــ اور آپریشن بُنْیَانٌ مَّرْصُوصٌ نے اس پیغام کو عملی جامہ پہنا کر ایک نئی تاریخ رقم کر دی۔

سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی وہی تفسیر مادی بھی ہے اور روحانی بھی ــــ عسکری بھی ہے اور ایمانی بھی ــــ جو افواجِ پاکستان کی صف بندی، نعرۂ تکبیر، اور ہر اول دستوں کی ایمانی للکار میں جلوہ گر ہوئی۔ وہ لمحہ، جب دشمن کی توپیں خاموش ہو گئیں، جب

اُس کے ذرائع ابلاغ خاموشی کی چادر اوڑھ بیٹھے، اور جب اُس کی قیادت پناہ تلاش کرنے لگی —تو حقیقت میں وہی لمحہ تھا جب استقامت نے اپنا اثر دکھایا، اور بُنْیَانٌ مَّرْصُوصٌ نے اپنا رنگ جما دیا۔

یہ محض فتح نہیں، یہ نصرتِ الٰہی کی وہ جھلک تھی جو ہمیشہ سے استقامت شعار بندگانِ خدا پر نازل ہوتی رہی ہے۔ اور اگر آج اہلِ دانش اس کارنامے کو تاریخِ اسلام کے تسلسل میں رکھ کر دیکھیں، تو انہیں یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں نظر آئے گی کہ:

Top of Form
Bottom of Form

اس عظیم موقع پر افواجِ پاکستان نے جو غیرتِ ایمانی، شجاعتِ حیدری، اور تدبیرِ خالدؓ کا پیکر بن کر نمودار ہوئیں، وہ درحقیقت بُنْیَانٌ مَّرْصُوصٌ کی مکمل تفسیر تھی۔

سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی وہی تفسیر —مادی بھی ہے اور روحانی بھی، عسکری بھی ہے اور ایمانی بھی —افواجِ پاکستان کی صف بندی، نعرۂ تکبیر، اور ہر اول دستوں کی للکار میں جلوہ گر ہوئی۔ وہ لمحہ، جب دشمن کی توپیں خاموش ہو گئیں، اُس کے ذرائع ابلاغ ساکت ہو کر رہ گئے، اور اُس کی قیادت پناہ کے راستے تلاش کرنے لگی —درحقیقت وہی لمحہ تھا جب استقامت نے اپنی تاثیر دکھائی، اور "بُنْیَانٌ مَّرْصُوصٌ" نے اپنا رنگ جما دیا۔ یہ صرف فتح نہ تھی، بلکہ نصرتِ الٰہی کی وہ جھلک تھی جو ہمیشہ سے صبر و ثبات کے پیکر، استقامت شعار بندگانِ خدا پر نازل ہوتی ہے۔

اس دن نہ صرف میدانِ جنگ میں کامیابی مقدر بنی، بلکہ عالمِ کفر پر ایسا رُعب و دبدبہ طاری ہوا کہ اُن کے ایوانوں میں خاموشی چھا گئی، اُن کے تجزیہ نگار حیرت سے زبان گم کر بیٹھے، اور ان کے حلیف فکر و تردّد میں ڈوب گئے۔ یہ محض عسکری برتری نہ تھی، بلکہ ایمان کی حرارت اور قربانی کے جذبے کا وہ الوہی مظہر تھا جو دلوں پر حکومت کرتا ہے، اور دشمن کی آنکھوں میں لرزہ اور ذہنوں میں ہیبت بن کر اُترتا ہے۔

اور اگر آج اہلِ فکر و نظر، اس واقعے کو تاریخِ اسلام کے تسلسل میں رکھ کر دیکھیں، تو ان پر روزِ روشن کی طرح یہ حقیقت آشکار ہو گی کہ:

> افواجِ پاکستان، تاریخِ اسلام کا تسلسل ہیں —ان کی استقامت، قرآنی بشارت کا مظہر ہے —ان کی فتوحات، روحانی وقار اور عسکری عظمت کا حسین امتزاج —اور ان کا رُعب، عالمِ باطل پر حق کے جلال کی ضربِ قاہر ہے۔

نتائج البحث:

اس تحقیقی مطالعے سے یہ حقیقت روشن ہوئی کہ:

1. افواجِ پاکستان محض ایک عسکری ادارہ نہیں بلکہ وہ نظریاتی، روحانی اور ایمانی قوت ہے جو قرآنی اصول " بُنْیَانٌ مَّرْصُوصٌ " کا عملی مظہر بن چکی ہے۔
2. پاک فوج کی استقامت، قربانی اور اتحاد دراصل اس دینی، ملی اور فکری بنیاد کا ثمرہ ہے جس پر پاکستان کی بنیاد رکھی گئی۔ تاریخ کے ہر نازک موڑ پر —خواہ وہ 1948 کی جنگ ہو یا 2025 کا آپریشن بُنْیَانٌ مَّرْصُوصٌ —افواجِ پاکستان نے جس حوصلے، جفاکشی اور ایمان سے دشمن کا مقابلہ کیا، وہ اس بات کا واضح اعلان ہے کہ اس ملت کا دفاع محض زمینی حد

تک نہیں، بلکہ آسمانی نصرت سے جُڑا ہوا ہے۔

3. تحقیق سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ پاکستانی سپاہی کی شخصیت، کسی کرائے کے فوجی کی طرح نہیں، بلکہ ایک مجاہدِ ملت، ایک پاسبانِ دین، اور ایک فدائیِ وطن کی سی ہے۔ اُس کی تربیت میں جہاں عسکری مہارت شامل ہے، وہیں اس کے دل میں عشقِ رسول ﷺ، جذبۂ شہادت اور روحِ تقویٰ بھی موجزن ہے۔

سفارشات:

1. **دینی و نظریاتی تربیت کا تسلسل** —افواج پاکستان کی کامیابی کا راز اُن کی ایمانی بنیادوں میں پوشیدہ ہے۔ لہٰذا تجویز کیا جاتا ہے کہ عسکری تربیت کے ساتھ ساتھ دینی، فکری اور روحانی تربیت کو مزید مستحکم کیا جائے تاکہ ہر سپاہی اپنے کردار میں بُنْیَانٌ مَّرْصُوصٌ کا نمونہ بنے۔
2. **قرآنی اصولوں پر عسکری پالیسیاں** —ملکی دفاع کے منصوبے اور فوجی پالیسیوں میں قرآنی اصولوں، خصوصاً "کونو قوامین للّٰہ" اور "واعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ" جیسے ارشادات کو رہنما بنایا جائے تاکہ قومی دفاع صرف ایک فنی عمل نہ رہے بلکہ ایک عبادت بن جائے۔
3. **افواج و عوام کا نظریاتی رشتہ** —قوم اور افواج کے درمیان وہ روحانی رشتہ برقرار رکھا جائے جو نظریۂ پاکستان سے جُڑا ہوا ہے۔ عوام میں یہ شعور اجاگر کیا جائے کہ افواج پاکستان محض فوجی نہیں، بلکہ دین و وطن کے محافظ ہیں۔
4. **نصابِ تعلیم میں شمولیت** "—بُنْیَانٌ مَّرْصُوصٌ" جیسے قرآنی تصورات کو تعلیمی اداروں میں عسکری اخلاقیات، قومی نظریہ اور دینی حمیت کے ساتھ شامل کیا جائے تاکہ نوجوان نسل میں وطن سے محبت اور دفاع کے لیے ایمانی جذبہ پیدا ہو۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

1 قرآن کریم: (الصّف: 4)

2 ابو نصر اسماعیل بن حماد الجوہری الفارابی، الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ، تحقیق: احمد عبد الغفور عطار، دار العلم للملایین بیروت، ط: الرابعۃ، 1407ھ-1987م، ج6ص2286

3 محمد بن مکرم بن علی، ابوالفضل، جمالدین ابن منظور الانصاری الرویفعی الافریقی، لسان العرب، دار صادر بیروت، ط: الثالثۃ، 1414ھ، ج14ص94

4 ابوالقاسم الحسین بن محمد المعروف بالراغب الاصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، تحقیق: صفوان عدنان الداودی، دار القلم، الدار الشامیۃ- دمشق بیروت، ط: الاولیٰ –1412ھ، ص 147

5 مجمع اللغۃ العربیۃ بالقاہرۃ (ابراہیم مصطفیٰ/احمد الزیات/حامد عبد القادر/محمد النجار)، المعجم الوسیط، دار الدعوۃ، ص72

6 محمد بن محمد بن عبدالرزاق الحسینی، ابوالفیض، الملقب بمرتضیٰ الزبیدی، تاج العروس من جواہر القاموس، محقق: مجموعۃ من المحققین، دار الہدایۃ، ج37ص234

7 المحقق المفسر العلامۃ المصطفوی، التحقیق فی کلمات القران الکریم، مطبعۃ: اعتماد، ط: اولیٰ، 1385، مرکز نشر الاثار علامہ المصطفوی، ج1ص372

8 محمد بن مکرم بن علی، ابوالفضل، جمال‌الدین ابن منظور الانصاری الرویفعی الافریقی، لسان العرب، ج7ص40مادۃ (رصص)

9 محمد بن محمد بن عبدالرزاق الحسینی، ابوالفیض، الملقب بمرتضیٰ الزبیدی، تاج العروس من جواہر القاموس، ج17ص596

10 مجمع اللغۃ العربیۃ بالقاہرۃ (ابراہیم مصطفیٰ/احمد الزیات/حامد عبدالقادر/محمد النجار)، المعجم الوسیط، دار الدعوۃ، ص348

11 ناصر بن عبد السید ابی المکارم ابن علی، ابوالفتح برہان الدین الخوارزمی، المغرب، دار الکتاب العربی، ص190

12 ابراہیم بن السری بن سہل، ابو اسحاق الزجاج، معانی القرآن وإعرابہ، عالم الکتب – بیروت، ط: الأولی 1408ھ-- 1988م ج5ص164

13 إبو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن عیسی بن محمد المری، الإلبیری المعروف بابن إبی زَمَنِین المالکی، تفسیر القرآن العزیز، الفاروق الحدیثیۃ - مصر/القاہرۃ، ط: الأولی، 1423ھ-2002م ج4ص382

14 جمال الدین ابو الفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی، زاد المسیر فی علم التفسیر، دار الکتاب العربی – بیروت، ط: الأولی – 1422ھ، ج4ص278

15 محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الآملی، إبو جعفر الطبری، تفسیر الطبری = جامع البیان عن تأویل آی القرآن، دار ہجر للطباعۃ والنشر والتوزیع والاعلان، ط: الأولی، 1422ھ-2001م، ج22ص611

16 ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح الأنصاری الخزرجی شمس الدین القرطبی، الجامع لأحکام القرآن = تفسیر القرطبی، دار الکتب المصریۃ القاہرۃ، ط: الثانیۃ، 1384ھ 1964م، ج18ص81

17 ابو القاسم محمود بن عمرو بن احمد، الزمخشری جار اللہ، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، دار الکتاب العربی– بیروت، ط: الثالثۃ - 1407ھ، ج4ص522

18 قرآن کریم: (الحج: 38)

19 قرآن کریم: (ال عمران: 200)

20 قرآن کریم: (الانفال: 60)

21 ابوعبداللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین التیمی الرازی الملقب بفخر الدین الرازی، مفاتیح الغیب = التفسیر الکبیر، دار احیاء التراث العربی بیروت، ط: الثالثۃ، 1420ھ، ج15ص499

22 محمد بن إسماعیل إبو عبداللہ البخاری الجعفی، الجامع المسند الصحیح المختصر من إمور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وإیامہ = صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، ط: الأولی، 1422ھ، ج4ص35

23 محمد بن عیسی بن سَوْرۃ بن موسی بن الضحاک، الترمذی، إبو عیسی، سنن الترمذی، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی مصر، ط: الثانیۃ،

1395ھ-1975م،ج4ص165
24 ایضا،ج4ص175
25 محولہ بالا،ج4ص30
26 ابو الولید محمد بن احمد بن رشد القرطبی،المقدمات الممہدات، دار الغرب الاسلامی، بیروت ــ لبنان،ط: الأولی، 1408ھ-1988م
،ج1
ص364
27 تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد العلیم بن تیمیۃ الحرانی، مجموع الفتاوی، مجمع الملک فھد للطباعۃ لمصحف الشریف، المدینۃ النبویۃ المملکۃ العربیۃ السعودیۃ،
،1416ھ/-1995م،ج28ص12
28 قرآن کریم: (فصّلت/حٰم سجدہ:30)
29 شیخ ناظم محمد سلطان، قواعد و فوائد من الاربعین النوویہ، دار الہجرۃ الثقبۃ،الخبر،ص185
30 ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی، تفسیر القرآن العظیم (ابن کثیر)، دار الکتب العلمیۃ منشورات محمد علی بیضون ــ بیروت،ط: الأولی ــ1419ھ،ج7ص160
31 قرآن کریم: (ھود:12)
32 ابو المظفر منصور بن محمد بن عبد الجبار ابن عبد الجبار ابن احمد المروزی السمعانی التمیمی الحنفی ثم الشافعیؒ، تفسیر القرآن، محقق: یاسر بن إبراہیم وغنیم بن عباس بن غنیم، دار الوطن، الریاض ــ السعودیۃ،ط: الأولی،1418ھ-1997م،ج2ص462
33 ابو حیان محمد بن یوسف بن علی بن یوسف بن حیان اثیر الدین الاندلسی،البحر المحیط فی التفسیر،دار الفکر ــ بیروت،ط: 1420ھ، ج6ص220
34 قرآن کریم: (الصّف:4)
35 احمد بن مصطفیٰ المراغی ، تفسیر المراغی ،شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی اولادہ بمصر،ط: الأولی، 1365ھ - 1946م،ج28ص81
36 ایضا
37 مسلم بن الحجاج ابو الحسن القشیری النیسابوری ،المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل إلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج13ص1417
.HTTPS//WENEWS.PK/NEWS/307318/38